٣٧٣

اہل سنت وجماعت کا پاک و ہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

چندہ سالانہ -/٦ روپے ششماہی -/٣ روپے

پندرہ روزہ
رضوان
لاہور

جلد ١٠ — شمارہ ٩

٢ / مئی ١٩٥٨ء

ترتیب

مدیر اعلیٰ : سیّد محمود احمد رضوی
مدیر معاون : ابو الاسد حقّانی

[illegible]

— یاد رکھیئے مورخہ ١٥ اپریل ١٩٥٨ء کا رضوان شائع نہیں ہوا —

بحضورِ خیر الانام

سلام

صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب سیّد عبدالغنی شاہ صاحب قیصرؔ وارثی کراچی

سلام اوّل سلام آخر جمالِ وحدت سلام تجھ پر
مقام تیرا کمالِ رفعت خدا کی قدرت سلام تجھ پر
نمودِ عالم، ظہورِ آدم، جمالِ ہستی، کمالِ خلقت
حدیثِ اوّل، پیامِ آخر، بشانِ کثرت سلام تجھ پر
منازلِ عرش و فرش سب نے ترے قدم کی بہار لوٹی
کمالِ سیرت، جمالِ صورت، تمام رحمت سلام تجھ پر
بساطِ عالم پہ چھا گیا ہے تری ہی کملی کا ظلِّ عالی
بغیر سایہ وہ جسمِ اطہر، یہ ظلِّ رحمت سلام تجھ پر
حیات تیری حیات کامل، صفات تیری صفاتِ کامل
وہ تیری وحدت یہ تیری کثرت، کمالِ قدرت سلام تجھ پر
سلام کعبہ کا یا محمد سلام فاراں کی چوٹیوں کا
قسم خدا کی یہ تیری رفعت یہ شان و شوکت سلام تجھ پر
جہاں ہے عنوانِ حمد قائم وہیں ہے نعتِ جمال تیری
زبانِ قیصرؔ پہ کیوں نہ ہو پھر بصد عقیدت سلام تجھ پر

لمحاتِ فکر

اہلِ سنّت اور آئندہ انتخاب

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کی حفاظت و صیانت کے لئے جو طریقے اب تک اختیار کیئے گئے ہیں یہ سب انداز اور سب صورتیں بجا و درست ہیں اور اپنے اندر بے پناہ وزن رکھتی ہیں۔ تبلیغ و اشاعت دین کے ان شعبوں کا قائم رہنا اس دور میں بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ آج سے پہلے تھا لیکن حالات کے بدل جانے سے طریقِ کار میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اور زندہ قومیں اپنی گزشتہ کارگزاریوں کا جائزہ لے کر آئندہ کے لئے ایسی راہیں متعین کرتی ہیں جن سے جدید تقاضے پورے ہوں اور ترقی کی راہ کی رکاوٹیں ہٹیں، اور میدانِ عمل میں زخم پہنچانے والے کانٹے صاف ہو سکیں۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ملک کی سیاست کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کی اکثریت دین و مذہب سے بیزار ہے ان کی زندگی یکسر غیر اسلامی ہے یہ اسلامی تہذیب سے نہ صرف ناآشنا و بیگانہ بلکہ حد درجہ نفور ہیں ان کی تمام قومی و معاشرتی اور سیاسی سرگرمیوں کا پس منظر صرف

اپنی خواہشاتِ نفس کی تکمیل اور اپنی مادر پدر آزادی کو قائم رکھنا ہے یہ نہ کسی اصول کے پابند ہیں نہ کسی ضابطہ کے۔ یہ اپنی گروہی مصلحتوں کے مقابل وطن عزیز کے بہترین مفاد کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کی خود غرضی۔ سستی و کاہلی۔ عیش پسندی اور قوم سے غداری کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ملک فکر و عمل کے لحاظ سے وہیں ہے جہاں آئین کی ترتیب سے قبل تھا۔ برائے نام آئین کے مکمل کر لینے کے باوجود آج تک اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے کوئی مخلصانہ کوشش نہیں کی۔ انہوں نے اقتدار حاصل کر کے عوام سے کیئے ہوئے وعدوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اور صرف اپنے اقتدار کی کرسی کو قائم رکھنے کے لیئے محلاتی سازشوں اور سیاسی جوڑ توڑ میں منہمک رہے۔ اور اپنے ذاتی مفاد کے لیئے انہوں نے وہ کچھ کیا جس کی تفصیلات اگر بیان کی جائیں تو شرم و ندامت سے گردنیں جھک جائیں۔ اور حیرت زدہ ہو کر ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ

”پاکستان کے مفاد کے خلاف اس سے زیادہ غداری اور کیا ہو سکتی ہے“۔

ان کی منافقت اور دورنگی کا یہ عالم ہے کہ یہ طبقہ تو یہ اسلام کا لفظ بار بار استعمال کرتے ہیں اور دستور میں یہ طے کرتے ہیں کہ اس ملک کے مسلمانوں کو کتاب وسنت کے مطابق زندگیاں ڈھالنے کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی لیکن دوسری طرف ملک کے تمام وسائل کو فحاشی وعریانی شراب نوشی وجنسی آزادی و بد اخلاقی کو رواج دینے اور اسلامی اصولوں کو ختم کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ جس کا انجام اس کے سوا اور کیا برآمد ہو سکتا ہے کہ ملک بے حیائیوں کا مرکز اور جنسی جرائم کی آماجگاہ بن جائے۔ اور اخلاقی زوال اس حد تک پہنچ جائے کہ یہاں اسلام اور انسانی اخلاق کے غالب آنے کی تمام توقعات نقش بر آب حیثیت اختیار کر جائیں۔

ان حالات میں ہمارا فرض یہ ہے کہ دین کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے حدود کی حفاظت وصیانت کے اس شعبہ میں بھی پوری قوت کے ساتھ کام کریں جس کو سیاست کہتے ہیں اور جسے ہم نے اپنے لئے شجر ممنوعہ بنا رکھا ہے۔ اور ان ایوانوں تک پہنچیں جہاں ملک وملت کے مستقبل کے فیصلے ہوتے ہیں اور دستور و آئین کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔

یاد رکھیے آج کے دور میں ملکی سیاست سے الگ رہنا خودکشی کے مترادف ہے۔ ہم اگر اس سے الگ رہے تو غلط افراد بدستور ملکی سیاست پر قابض ہوتے چلے جائیں گے۔ ہماری آواز باہر بھی بے اثر ہوتی جائے گی اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا دائرہ روز بروز محدود ہوتا چلا جائے گا۔ اب تک تو لادینی عنصر مذہبی لوگوں کو صرف بدنام ہی کر رہا ہے۔ خطرہ ہے کہ آخر میں اس کو بالکل ہی ختم نہ کر دے۔

علماء اہل سنت کا فرض یہ ہے کہ وقت کے نت نئے مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کریں۔ اور قوم کے سامنے راستہ ہموار کر دیں اور حق کی آواز کو موثر بنانے کے لئے اسمبلی میں نشستیں حاصل کریں۔ کیونکہ اسمبلی ہی ایک ایسا مقام ہے جہاں ہم حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت پوری قوت کے ساتھ مؤثر طور پر کر سکتے ہیں۔ وہاں اگر کوئی چیز حق ہو تو ہم اس کی کھل کر تائید کر سکتے ہیں۔ اور کسی معاملہ میں اسلام کے نقطہ نگاہ سے غلط قدم اٹھایا جا رہا ہو تو اس کی مؤثر طریقہ پر مخالفت کر سکتے ہیں اور دوسرے مخلص اور اسلام پسند عناصر کو اپنے ساتھ ملا کر اسلام کی بہت کچھ خدمت کر سکتے ہیں۔

لیکن اسمبلی سے باہر رہ کر سوائے بے اثر ہنگاموں اور بے نتیجہ مطالبوں کے کوئی اور ہتھیار ہمارے لئے باقی ہی نہیں رہا ہے۔

انہیں حالات سے متاثر ہو کر سُنیوں کی واحد نمائندہ تنظیم جمعیۃ العلماء پاکستان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت اور اسلام کی سربلندی و شادابی کے لئے انتخابات میں حصہ لے گی۔ اس لئے اس

باب میں سُنّی عوام وخواص اور سنّی علماء و مشائخ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ابھی سے فضا ہموار کرنا شروع کر دیں ہر جگہ اور مقام پر پاک سنّی تنظیم قائم کریں ۔ اور جمعیت کے انتخابی منشور اور اس سلسلہ کی جملہ ہدایات دفتر مرکزی جمعیتہ العلما پاکستان لاہور سے حاصل کر کے اس پر عمل شروع کر دیں اور کامیابی و کامرانی کو اللہ رب العزت کے سپرد کر کے بلا تاخیر جہد و کاوش میں مصروف ہو جائیں ۔

یاد رکھیے اگر آپ لوگ بیدار ہو جائیں اور قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر ملکی سیاست میں حصہ لیں ۔

اور آئندہ انتخابات میں اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں اور ان لوگوں کو اپنے اوپر مسلّط کرنے کی حماقت نہ کریں جو آپ کے ووٹ سے کامیاب ہو کر آپ کے ساتھ انصاف نہیں کرتے اور آپ کے مذہبی حقوق و مفاد کے اتلاف سے دریغ نہیں کرتے ۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کامیابی آپ کے قدم نہ چومے ۔ ان شاء اللہ العزیز ۔

اُٹھو اور بڑھو ! اور ایک دفعہ دنیا کو دکھا دو کہ اہلسنت زندہ ہیں اور زندہ رہنا چاہتے ہیں ۔

(باقی باقی)

الزبدۃ الزکیہ : تصنیف اعلیٰ حضرت بریلوی ۔ اس میں سجدہ تعظیم کے حرام ہونے پر قرآن و حدیث سے پُر زور دلائل دیئے گئے ہیں ۔ عـہ/

روحِ ایمان : مسئلہ حاضر و ناظر ۔ مختارِ کل علم غیب ایسے مسائل کا فیصلہ ۔ حضور کے فضائل و مناقب ۔ مرتبہ و مقام کا قرآن و حدیث سے بیان مدیر رضوان کی ایمان افروز تالیف ۔ عـہ/

الوداع : نمازِ جنازہ کی حقیقت ۔ ترکیب اس کی دعائیں اور مسائل ۔ نیز اسقاط کی ترکیب و جواز اور بعد نمازِ جنازہ دعا مانگنے کا محققانہ ثبوت ۔ اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے ۔ [illegible]/

شیعہ مذہب کی ابتدا : اس فرقہ کی ابتدا غرض و غایت کا مستند تاریخی بیان ۔ یہ فرقہ کب اور کیوں شروع ہوا ۔ اس امر کا مفصل اور مدلل ذکر ملاحظہ فرماویں ۔ قیمت ـلہ/

اظہارِ حق : تالیف مولانا حسن الدین ہاشمی ۔ اس میں علم غیب حاضر و ناظر نور اور استمداد ایسے مسائل کا مدلل بیان درج کیا گیا ہے ۔ ۸/

اربعین حنفیہ : اس کتاب میں چالیس احادیث نماز کے متعلق درج کر کے نماز کے اختلافی مسائل پر مفصل بحث کر کے مذہب حنفی کو قوی اور حدیث کے مطابق ثابت کیا گیا ہے ۔ قیمت ۸/

اتیان الارواح : ارواحِ مومنین کن نوروں اپنے گھر آتی ہیں ۔ شہدا صالحین کی روحیں کہاں رہتی ہیں اس کا مکمل بیان درج کیا گیا ہے ۔ قابلِ مطالعہ کتاب ہے ۔ ۲/

خار و گل

علامہ ابوالاسد حقانی

ہر ماہ کسی نہ کسی صاحب کی طرف سے یہ سوال آجاتا ہے کہ گیارھویں کا ثبوت کتاب و سنت سے دیجئے۔ پھر اس پر مزید یہ کہ کیا حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام نے گیارھویں دی تھی؟

بڑی کوفت ہوتی ہے جب اس قسم کا مجہول سوال ہمارے سامنے آتا ہے اور داد دینی پڑتی ہے علمائے دیوبند یہ و وہابیہ کے علم و فضل کی جنہوں نے عوام میں گیارھویں کی مخالفت اور اس کو ناجائز و حرام ثابت کرنے کے لئے مذکورہ بالا سوال رائج کیا ہے۔ ظاہر سی بات ہے گیارھویں دراصل حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کا نام ہے اور ایصالِ ثواب کے جواز و استحباب پر کتاب و سنت کی نصوص دال ہیں — اب اگر حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام سے پہلے حضرت غوث اعظم نے وفات پائی ہوتی تو یہ سوال کیا جا سکتا تھا کہ حضور نے اور صحابہ نے حضرت غوث پاک کی روح کو ایصالِ ثواب کیا — ؟

پھر کتاب و سنت میں ایصالِ ثواب کا ذکر موجود ہے جو اموات کو ایصالِ ثواب جائز ہونے کی دلیل ہے۔ رہی یہ بات کہ کسی معین بزرگ کی روح کو ثواب پہنچایا کرو — یہ واقعی قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔

یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص اونٹ پر سواری کرے اور کوئی وہابی اس سے کہے کہ جناب اونٹ پر سواری کے جائز ہونے کا ثبوت قرآن و حدیث سے دو؟ وہ جواب دے کہ حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اونٹ پر سواری فرمائی۔ لہٰذا اونٹ پر سواری کا جواز ثابت ہو گیا۔

مگر اس معقول جواب کے بعد پھر یہ سوال کیا جائے کہ نہیں یہ دکھاؤ کہ پاکستانی اونٹ پر سوار ہونا بھی جائز ہے؟ تو ظاہر ہے کہ ایسے سائل کے لئے بہر صورت مینٹل ہسپتال کی ایک سیٹ ریزرو کر دینے کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔

یہی حال مخالفین گیارھویں کا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مسلمان میت کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن پڑھنا یا غربا میں کھانا وغیرہ تقسیم کرنا۔ یا اس کے ایصال ثواب کے لئے کنواں و مسجد بنا دینا جائز ہے اور حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے جو ایصالِ ثواب کے جواز کے لئے دلیل

ظاہر ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہی الٹا سوال کیا جاتا ہے کہ ہاں ایصالِ ثواب تو جائز ہے مگر یہ دکھاؤ۔ کہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام نے حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کی روح کو ایصال کیا ہو۔ یا قرآن وحدیث میں غوث پاک کا نام آیا ہو۔

غور فرمایئے یہ سوال ویسا ہی سوال ہے نا کہ یہ ٹھیک ہے کہ اونٹ پر سواری کرنا جائز ہے مگر یہ دکھاؤ کہ حضور نے کبھی پاکستانی اونٹ پر بھی سواری فرمائی ہو۔

پھر جو ان مخالفین میں جو ذرا جبہ و دستار کے مالک ہیں وہ یہ فرما دیتے ہیں:

"نماز کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ اس میں کلام ہی کیا ہے لیکن حقیقت میں بات اتنی سیدھی نہیں بلکہ بعد نماز مصافحہ و معانقہ کو ایک مستقل عمل مشروع بنا لیا گیا ہے اور اس کے التزام پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ ہے وہ فساد جس نے جواز اور عدم جواز کی بحث کو پیدا کیا۔"

(تجلّی ص ۲۴ اپریل ۱۹۵۸)

آپ اگر نہیں سمجھے تو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ مخالفین گیارھویں یہ کہتے ہیں کہ

حضور غوث پاک کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اس میں کلام ہی کیا ہے اور کون گدھا اس کا منکر ہو سکتا ہے لیکن جو چیز گیارھویں کو ناجائز کر رہی ہے وہ تو یہ ہے کہ تم لوگ دن مقرر کرتے ہو۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دیتے ہو اور ان امور کو لازم وضروری سمجھتے ہو۔ تمہارا دن مقرر کر کے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا اور اس کو ضروری جاننا بدعت ہے کیونکہ وہ کھانا کوئی ثواب کی تھیلی تو ہے نہیں کہ تمہارے منہ سے یہ الفاظ "(الٰہی اس کا ثواب فلاں کو ملے)" نکلتے ہی روح کو پہنچ جائیں گے۔ ثواب تو جب ہی پہنچے گا جب کہ وہ کھانا غریب کھائے گا۔ اور وہ کپڑا غریب استعمال کرے گا اس لیے گیارھویں بدعت وحرام ہے۔

تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ بابا ہم نہ دن مقرر کرنے کو ضروری ولازم وواجب جانتے ہیں اور نہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کو۔ اور نہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تاریخ مقررہ پر ہی ثواب پہنچتا ہے اور آگے پیچھے نہیں۔ اور نہ یہ کہتے ہیں بس اس مخصوص کھانے پر فاتحہ پڑھی جائے تو ثواب پہنچے گا ورنہ نہیں۔ اب ہم ہزار بار نہیں کروڑ بار اس امر کا اعلان کر دیں۔ کہ جن امور کی وجہ سے آپ لوگ گیارھویں کو حرام قرار دیتے ہو ہم ان امور کو ضروری نہیں سمجھتے — نہیں سمجھتے — نہیں سمجھتے — مگر جواب ملتا ہے تو صرف یہ ہی کہ :—

"نہیں — نہیں — نہیں — تم تو ضروری سمجھتے ہو اور ضروری سمجھتے ہو اور ضروری سمجھتے ہو — اس لئے بہر صورت تم بدعتی ہو — !"

رہی یہ بات کہ وہ کھانا ثواب کی تفصیلی نہیں ہے۔ تو بے شک یہ ثواب کی تفصیل تو نہیں ہے مگر چونکہ ہمارا قصد و ارادہ یہ ہوتا ہے کہ یہ کھانا وغیرہ بطور ایصالِ ثواب تقسیم کیا جائے گا۔ اس نیت کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ:

الٰہی! یہ کھانا جو غربا میں تقسیم کیا جائے گا اور یہ قرآن جو ہم نے پڑھا ہے اور یہ کپڑے، جو غربا میں تقسیم کئے گئے ہیں ان اعمالِ خیر کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو عطا فرما دے !!

بتائیے اس میں کون سی قباحت ہے پھر اس سلسلہ میں دیوبندیوں کے شیخ الحدیث مولوی انور شاہ کشمیری کی یہ عبارت پڑھ لی جائے تو لطف ہی آجائے:

واعلم ان الاھلال لغیر اللہ تعالیٰ و ان کان فعلاً حراماً ولکن الحیوان المھل حلال ان ذکاہ بشرائطہ و کذا الحلوان التی یتقرب بہا للاوثان ایضاً جائزۃ علی الاصل اما السوائب فمتکلم فیہا انہا تخرج بعد التقرب من ملک صاحبہا اولاً فراجعہ۔

(فیض الباری)

ترجمہ: "جان لو (بہ نیت عبادت) کسی جانور پر غیر اللہ کا نام بلند کرنا اگرچہ فعل حرام ہے لیکن جس جانور پر وہ نام بلند کیا جائے وہ حلال ہے اگر شرائط ذبح کے ساتھ اسے ذبح کیا ہو۔ اسی طرح دراصل وہ چڑھاوا بھی جائز ہے جس سے بتوں کا تقرب حاصل کیا جائے۔ اور سائبہ وغیرہ جانور (جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں) تو ان میں صرف یہ کلام ہے کہ تقرب کے بعد ملک، مالک سے خارج ہوتا ہے یا نہیں اس کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کرو۔"

لیجئے! جناب اب تو بتوں کا چڑھاوا بھی حلال ہو گیا اور دیوبندیوں وہابیوں کے امام اعظم نے بتوں کے چڑھاوے کو بھی طیب و طاہر قرار دے دیا۔ گیارھویں شریف کے بکرے کو حرام کہنے والوں کے لئے نہایت عبرت کا مقام ہے — یار زندہ صحبت باقی

تفسیر القرآن پارہ سیقول

گزشتہ سے پیوستہ

★

مومن مخلص کی پہچان — اور منافق کی صفات

پُورے اسلام کو — اپنانے کی ہدایت

فَمَنْ تَعَجَّلَ میں یہ بتایا گیا کہ ایامِ تشریق میں منیٰ سے مکہ کی طرف واپسی خواہ دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ایامِ حج میں تقویٰ و ذکرِ الٰہی میں مشغول رہو اور اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ
اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ وَ
هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا
تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ
فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ
وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الْفَسَادَ ط

ترجمہ: "اور بعض آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں۔"

یہ آیت اخنس بن قیس ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ طائف سے مدینہ آیا اور اسلام ظاہر کیا۔ یہ شخص خدمتِ نبوی میں نہایت لجاجت سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اور اپنے اسلام اور آپ کی محبت کا دعویٰ کرتا رہتا تھا۔ جب یہ مدینہ سے واپس ہوا تو راستے میں اس نے مسلمانوں کے کھیت جلا دیئے۔ مولیشی ہلاک کر دیئے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے مختلف افواہیں پھیلائیں۔

وَاَلَدُّ الْخِصَامِ کے معنی بہت بڑے جھگڑالو کے ہیں یعنی اسلام کے دشمنوں میں سب سے سخت اور ٹیڑھا۔

تَوَلّٰى کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سامنے تو اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتا ہے مگر جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اسلام کے خلاف سازشیں کرتا ہے اور مسلمانوں کو اور ان کے اموال کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر زمین میں اقتدار و حکومت حاصل ہو تو فساد پھیلاتا ہے۔ (خازن)

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ
اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ
بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ
وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۔

ترجمہ: "اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور برا بچھونا ہے۔"

یعنی منافقین کی حالت یہ ہے کہ جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ زمین میں فساد مت پھیلاؤ تو ان پر الٹا اثر ہوتا ہے۔ بجائے طاعت کے یہ لوگ ظلم و سرکشی پر اڑ جاتے ہیں اور نصیحت کی طرف التفات نہیں کرتے۔

مومن مخلص کے اوصاف

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ
نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔

ترجمہ: "اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔"

اوپر کی آیتوں میں منافق اور اس کی چند خصلتوں کا ذکر تھا۔ اب اس کے مقابل مومن مخلص کا بیان کیا گیا۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت صہیب ابن سنان رومی مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو مدینہ روانہ ہوئے۔ تو مشرکین قریش کے ایک گروہ نے ان کا تعاقب کیا۔ آپ سواری سے اترے اور ترکش سے تیر نکال کر فرمانے لگے۔

"اے قریش! تم میں سے کوئی میرے قریب نہیں آسکتا جب تک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترکش خالی نہ کردوں اور پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں ہے اس سے ماروں اس وقت تک تمہاری جماعت کا کھیت ہو جائے گا۔ اگر تم میرا مال لینا چاہو جو مکہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اس کا پتہ بتا دوں۔ تم مجھ سے تعرض نہ کرو۔"

مشرکین قریش اس بات پر راضی ہو گئے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مدفون مال کا پتہ انہیں بتا دیا۔ حضرت صہیب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ اور حضور نے فرمایا۔

"صہیب! تمہاری یہ جانفروشی بڑی نفع والی تجارت ہے۔"

یعنی مومن مخلص ایسے ہی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے جان و مال کی پرواہ نہیں کرتے اور ایمان کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر گزرتے ہیں جیسا کہ حضرت صہیب نے ایمان و اسلام کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا حتیٰ کہ اپنی مدفون دولت سے بھی محرومی گوارا کر لی۔

تمامی احکام اسلام کو اپنانے کی ضرورت ہے

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اہل کتاب میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعتِ موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے۔ مثلاً شنبہ کی تعظیم کرتے۔ اونٹ کے گوشت اور دودھ سے پرہیز کرتے اور خیال یہ کرتے کہ یہ چیزیں اسلام میں تو مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں ہے اور توریت میں ان سے بچنے کا حکم ہے تو ان کے ترک کرنے میں اسلام کی مخالفت نہیں ہوتی اور شریعتِ موسوی پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔ اس پر یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی جس میں ہدایت کی گئی کہ اسلام کا پورا پورا اتباع کرو۔ توریت کے احکام منسوخ ہو چکے اب ان پر عمل نہ کرو۔

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی کہ ایک مومن مخلص کی شان یہ ہے کہ وہ اسلام کے سارے احکام اور اس کے حدود و فرائض کی بجا آوری کی کوشش کرے اور اپنی ساری زندگی صرف اور صرف احکامِ اسلامیہ کی پیروی کے لئے وقف کر دے۔

خطوات الشیطٰن — یعنی اسلام کے احکام پورا کرنے میں شیطانی وساوس و شبہات کی پروا نہ کرو۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَ
تْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا
اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: "اب اگر اس کے بعد بھی کہ تمہارے پاس روشن حکم آ چکے تو جان لو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔"

یعنی — اگر اسلام کی حقانیت کی واضح دلیلوں اور اس کے روشن و واضح احکامات کی راہ کے خلاف خلافِ اسلام روش اختیار کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالےٰ عزیز اور حکیم ہے۔ نافرمانوں کو سزا دینے کی پوری قوت رکھتا ہے۔ اور نافرمان کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ
مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ
تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

ترجمہ: "کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے۔ اور سب کاموں کا رجوع اللہ کی طرف ہے۔"

ھل ینظرون — یعنی ملتِ اسلام کو چھوڑنے اور اللہ کی نافرمانی کرنے والے کاہے کے انتظار میں ہیں۔ اِلّا اسی کا کہ اللہ کا عذاب نازل ہو جائے۔

والملٰئکۃ اور ملائکہ عذاب نازل ہو جائیں — یا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے تشریف لے آنے کے بعد ایمان لے آنا چاہیئے تھا کیونکہ حق واضح ہو گیا ہے اور اسلام کی حقانیت پہ براہین قائم ہو چکے ہیں اب اگر یہ نافرمان لوگ اس بات کے منتظر ہیں۔ کہ قیامت قائم ہو اور خدا بادلوں کے سایہ میں خود آئے۔ یا فرشتوں کی جماعت نازل ہو۔ تب یہ لوگ ایمان قبول کریں۔ تو یہ بات غلط ہے اس لئے کہ ایمان ایک امتحان ہے اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب کہ عقل و تدبر۔ فہم و فراست کو کام میں لا کر حق و باطل کا امتیاز کیا جائے۔ اور اگر ان چیزوں کے مشاہدہ کے بعد ایمان کا اظہار کیا۔ تو اب امتحان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا اور فرشتوں کو دیکھ لینے کے بعد تو ایمان کے سوا چارہ کار ہی نہیں ہے۔

غرضکہ اس دنیا میں یؤمنون بالغیب غیب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر مشاہدہ کے بعد قیامت کے دن ایمان لایا گیا تو وہ معتبر نہیں ہوگا۔

(باقی باقی)

تو ہم نہ جانے بھٹکتے ہوئے کدھر جاتے

جناب محترم عبدالوہاب زاہد حقیقی چشتی

رسولِ پاک اگر رہبری نہ کر جاتے
تو ہم نہ جانے بھٹکتے ہوئے کدھر جاتے

شفیعِ روزِ جزا کا بڑا سہارا ہے
وگرنہ فکرِ سزا و جزا میں مر جاتے

وہ ذات مظہرِ ذاتِ خدائے برحق ہے
جو یہ نہ ہوتا تو سجدہ میں کیوں شجر جاتے

بغیر شانۂ اسلام زلفِ ہستی کے
جو بال بکھرے ہوئے تھے نہ یوں سنور جاتے

یہ آرزو ہے کہ کاش ایک بار ہم زاہد
حضورِ سرورِ عالم بچشمِ تر جاتے

وحی اور کتاب

ادارہ

منکرین حدیث کہتے ہیں کتاب کے علاوہ نبی پر وحی نہیں ہوتی حضور علیہ السلام پر صرف قرآن نازل ہوا قرآن میں اللہ کی وحی منحصر ہے۔ لیکن ان کا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خود قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی۔ اور ہر نبی صاحب کتاب پر علاوہ کتاب کے بھی وحی آئی ہے۔

اس بات کا ثبوت کہ وحی کتاب کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ کتاب کے علاوہ بھی ہر صاحب کتاب نبی پر وحی آتی رہی ہے یہ ہے کہ:

ہر نبی صاحب کتاب نہیں ہے مگر صاحب وحی ہے۔ یعنی نبی وحی کے بغیر نہیں ہو سکتا اور کتاب کے بغیر نبی ہو سکتا ہے۔ اب اگر وحی کتاب کے ساتھ مختص ہوگی تو ہر نبی کو صاحب کتاب ہونا چاہئے۔ حالانکہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر نبی صاحب کتاب نہیں ہے اور صاحب وحی ہے۔ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ۔

ترجمہ: "(کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا آدمی ہوں۔ یعنی ظاہری بشریت میں تم جیسا ہوں۔ فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے)"۔

اس سے ظاہر ہو گیا کہ نبی غیر نبی سے وحی میں ممتاز ہے۔ بغیر وحی کے نبی ہو ہی نہیں سکتا۔

وحی کیا چیز ہے؟

اللہ تعالے کا بشر سے کلام کرنا وحی ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ۔

ترجمہ: "یعنی اللہ تعالے بشر سے صرف تین طریقوں سے کلام کرتا ہے۔ ۱۔ وحی سے ۲۔ پردہ کے پیچھے سے ۳۔ یا ایک رسول (فرشتہ) کو بھیجتا ہے۔ وہ اس کی اجازت سے اس کی مشیت کے موافق اس انسان پر وحی کرتا ہے۔"

یہ تین طریقے ہیں وحی کے۔ اور تینوں وحی ہیں۔ (اِلَّا وَحْیًا) میں وحی صاف ہے۔ مِن وَّرَاءِ حِجَاب جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ یہ بھی جیسا ارشاد فرمایا۔

وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحٰى۔

ترجمہ: "میں نے تجھ کو پسند کر لیا تو سُن جو وحی کی جا رہی ہے۔"

حضرت موسیٰ سے جو کلام کیا اس کو اللہ نے وحی سے تعبیر کیا۔

اَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ میں وحی موجود ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا بشر سے کلام کرنا وحی ہے۔ اور جس پر وحی ہو وہ نبی ہے۔ کیونکہ فرق نبی اور غیر نبی کا صرف وحی ہے

اب ہم کو یہ سمجھانا ہے کہ قرآن شریف جبریل امین لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِينُ قرآن کو روح الامین لے کر آئے ہیں۔

فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ جبریل نے تیرے دل پر قرآن اتارا۔

اس سے صاف واضح ہو گیا کہ يُرْسِلَ رَسُولًا میں جس وحی کی طرف اشارہ ہے وہ قرآن مجید ہے وہ رسول اور فرشتہ جو بہ اذنِ الٰہی وحی کرتا ہے وہ صرف قرآن ہے۔ اور واضح ہو گیا کہ وحی کا انحصار قرآن ہی میں نہیں ہے۔ بلکہ قرآن سے علیحدہ دو وحیاں اور ہیں۔ جن کی طرف "اِلَّا وَحْیًا" اور "اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ" میں اشارہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی کی تین قسمیں بتائیں۔ اور قرآن شریف تیسری قسم یعنی اَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا میں شامل ہے۔

اِلَّا وَحْیًا اور اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ یہ دونوں قرآن کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ قرآن کو روح الامین (جن کو آیت میں رسول سے تعبیر فرمایا ہے) لے کر آئے ہیں۔

اس سے صاف واضح ہو گیا کہ وحی کا انحصار صرف قرآن شریف میں نہیں ہے بلکہ وحی علاوہ قرآن شریف کے ان دو طریقوں پر (یعنی اِلَّا وَحْیًا اور اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ) بھی ہوتی ہے۔

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ انبیاء سابقین پر وحی ہوئی اور وہ وحی کتاب نہیں تھی:

حضرت آدم علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ عزّ و جلّ نے کلام کیا:

۱۔ قُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو۔

۲۔ يَا آدَمُ اَنْبِئْهُمْ۔ اے آدم! ان کو یعنی فرشتوں کو ان اشیا کے نام بتا دے۔

۳۔ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا

ان کے رب نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم سے بار بار کلام کیا۔ اور یہ کلام کتاب نہ تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام پر وحی کی :

۱۔ واوحی الی نوح انہ لن یومن من قومک الا من قد امن۔

نوح کی طرف وحی کیگئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی اور ایمان نہیں لائے گا۔ جو ایمان لانے والے تھے وہ لاچکے۔

۲۔ فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک۔ جب تُو اور تیرے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں۔

۳۔ یا نوح انہ لیس من اھلک

اے نوح وہ (یعنی تیرا بیٹا) تیرے اہل میں سے ہے نہیں۔

الغرض متعدد کلام حضرت نوح سے ہوئے یہ سب وحی تھے اور کتاب نہ تھے۔ کیونکہ مایوسی کے وقت۔ ڈوبنے کے وقت اور نجات پانے کے وقت کتاب کی ضرورت نہیں تھی۔ کتاب کا نزول بشارت اور انذار اور رفع اختلاف کے لئے ہوتا ہے۔ وہ اس وقت مقصود نہ تھا۔

حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام پر اسی طرح وحی ہوئی :

۱۔ یا ابراھیم اعرض عن ھذا۔

اے ابراھیم چھوڑ بھی اس خیال کو۔

٭ یہ وحی تھی اور کتاب نہ تھی۔

۲۔ تلک حجتنا اتیناھا ابراھیم علی قومہ۔ حضرت ابراھیم کو ان کی قوم کے مقابلہ کے لئے یہ حجت ہم نے دی تھی۔

٭ حضرت ابراھیم نے کواکب اور شمس وقمر کے طلوع وغروب ہونے سے ان کے حدوث پر استدلال کیا۔ اس کو اللہ تعالےٰ نے اپنا لیا اور کہا کہ یہ حجت ہم نے ابراھیم کو سکھائی تھی۔ یہ وحی تو تھی مگر کتاب نہ تھی۔

حضرت یعقوب نے فرمایا :

انی لاجد ریح یوسف مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

حاضرین نے کہا آپ تو وہی پرانے خیالات میں ہیں ـــ پھر جس وقت آپ بینا ہو گئے تو فرمایا :

"انی اعلم من اللہ ما لا تعلمون۔

مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہوجاتی ہیں جو تمہیں معلوم نہیں ہوتیں۔"

٭ بس یہی وحی ہے مگر کتاب نہیں ہے۔ کتاب ہوتی تو بیٹوں کو اور تمام حاضرین کو معلوم ہوجاتی اس کی تو تبلیغ فرض تھی۔

حضرت یوسف پر وحی ہوئی۔

۱۔ واوحینا الیہ لتنبئنھم

بامرهم هذا۔ ہم نے یوسف کو
وحی کی کہ تو ان کی اس غلطی پہ ان کو متنبہ کریگا۔
٭ چنانچہ انہوں نے ان کو متنبہ کیا۔
۲۔ هل علمتم ما فعلتم بیوسف
واخیه۔ تمہیں کچھ پتہ ہے کہ یوسف
اور اس کے بھائی کے ساتھ تم نے کیسا (برا)
برتاؤ کیا تھا۔
٭ بہرحال یہ وحی کنوئیں میں ڈالنے وقت ہوئی
تھی اور یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔

حضرت موسیٰ کو طور پہ وحی ہوئی:
۱۔ یا موسیٰ انی انا اللہ۔ اے موسیٰ
میں ہی معبود ہوں۔
٭ یہ وحی تھی کیونکہ فرمایا:
۲۔ فاستمع لما یوحی — سُن جو وحی
(تیری طرف) کی جا رہی ہے)۔
٭ بہرحال طور کا کلام وحی ہے مگر کتاب نہیں۔
۳۔ واوحینا الی موسیٰ ان الق
عصاک ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ اپنا
عصا پھینک دے۔
٭ یہ وحی ہے اور کتاب نہیں ہے کیونکہ توریت
ان وحیوں کے بہت عرصہ بعد نازل کی گئی تھی۔
۴۔ واوحینا الی موسیٰ ان اسر
بعبادی — ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میرے
بندوں کو راتوں رات لے جا۔
٭ یہ وحی ہے اور کتاب نہیں ہے۔

الغرض متعدد وحیاں ان حضرات کو ہوئیں
اور یہ وحیاں کتابیں نہ تھیں۔

حضرت لوط سے ملائکہ نے کہا
۱۔ یا لوط انا رسل ربک اے لوط!
ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔
٭ یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ کیونکہ عذاب کے
وقت کتاب کیسی؟ عذاب کے وقت کتاب بے سود
چیز ہے۔

بنی اسرائیل کے نبی نے کہا:
۲۔ وقال لهم نبيهم ان الله
قد بعث لکم طالوت ملکا۔
اللہ تعالےٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ
مقرر کیا ہے۔
٭ یہ وحی ہے کتاب نہیں ہے

حضرت سلیمان پہ وحی ہوئی —:
۳۔ ففهمناها سلیمٰن ہم نے اس فیصلہ
کو سلیمان کو سمجھا دیا۔
٭ یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ کتاب ہوتی۔ تو
حضرت داؤد اسے جانتے۔

حضرت زکریا پہ وحی ہوئی۔
۱۔ یا زکریا انا نبشرک بغلام۔
اے زکریا! ہم تجھے لڑکے کی بشارت
دیتے ہیں۔
۲۔ فنادته الملائکة وهو قائم
یصلی فرشتوں نے ان کو آواز دی جب

وقت وہ نماز پڑھنے محراب میں کھڑے ہوئے تھے۔

۳۔ ان اللہ یبشرک بیحییٰ کہ اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے۔

ف یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ اگر کتاب میں یہ مضمون ہوتا تو نہ دعا مانگتے نہ تعجب کرتے۔

حضرت عیسیٰ پر وحی ہوئی:

۱۔ قال اللہ انی منزلها علیکم۔

اللہ نے کہا میں تمہارے اوپر خوان اتاروں گا۔

ف یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ کیونکہ اگر یہ کتاب ہوتی تو نہ حواری مطالبہ کرتے نہ یہ بحث ہوتی یعنی کتاب میں یہ مضمون ہوتا کہ اللہ خوان اتار سکتا ہے اور اتارے گا۔ تو اس صورت میں مطالبہ ہی نہ ہوتا۔ کیونکہ انجیل توریت وغیرہ سب دفعۃً نازل ہو چکی تھیں۔

الغرض جو نبی صاحبِ کتاب نہیں تھے ان پر تو صرف وحی ہی وحی نازل ہوئی۔ اور جو صاحبِ کتاب تھے ان پر کتاب سے پہلے اور کتاب کے بعد برابر وحی ہوتی رہی۔ اور قرآن شریف میں بکثرت یہ وحیاں مذکور ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی بشر سے کلام کرنا ہی وحی ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں اور کتاب اس کی ایک قسم او یرسل رسولا میں مشتمل ہے وحی عین کتاب نہیں ہے۔ وحی کبھی کتاب ہوگی اور کبھی من وراء حجاب ہوگی۔ کبھی خالص وحی ہوگی۔

تاریخ کے زرّیں اوراق

عظمتِ کردار

جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے اس شرف مجد سے نوازا ہے کہ وہ اس کے دین کے خادم بنیں۔ ان کی عظمت کا راز یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو اپنے آقا کی رضا میں گم کر چکے ہیں۔

اس تسلیم و رضا کی ایک تابندہ مثال سرزمین ہند کو مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے بہرہ ور کرنے کا شرف حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کو حاصل ہوا ہے۔ وہ پہلے عالم دین ہیں جنہوں نے اس خطہ کے مسلمانوں کو براہ راست احادیثِ نبویہ سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ بستر علالت پر ہیں۔ علما اور فقہا عیادت کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ اسی دوران شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہ اللہ بھی مزاج پرسی کے لئے آئے۔ اور شاہ صاحب کو اطلاع کرائی۔ شاہ صاحب نے شاہ نصیر الدین کو جواب بھجوایا کہ :

"آپ چونکہ سماع (گانا سننے) سے شغل فرماتے ہیں اور اسے جائز کہتے ہیں اس لئے میں اب جب کہ اپنی زندگی کے آخری وقت میں ہوں۔ اور اپنے رب کے ہاں حاضر ہونے والا ہوں کسی ایسے شخص سے ملنا پسند نہیں کرتا جو ایسے کام کو جائز سمجھتا ہو۔"

جواب کا ظاہری پہلو بڑا سخت اور تلخ تھا۔ لیکن جس نے کہا تھا وہ اسی مقام بلند کا حامل تھا — اور جسے کہا گیا تھا وہ بھی اپنے مرتبہ کے لحاظ سے کچھ کم نہ تھا۔ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ نے خادم سے جب یہ جواب سنا تو فوراً کہا :

"جاؤ کہہ دو کہ چراغ توبہ کرتا ہے آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔"

خادم نے حضرت شاہ عبدالحق محدث علیہ الرحمہ کو یہ جواب سنایا تو آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اور فوراً اپنے خادم سے فرمایا :

"ہمارا یہ عمامہ لے جاؤ اور دروازے سے میرے پلنگ تک زمین پر بچھا دو۔ اور شاہ چراغ سے کہو کہ آپ اس عمامہ پہ چل کر اندر تشریف لائیے۔"

اللہ۔ اللہ ! ان لوگوں کی بے نفسی اور حق سے محبت — سچ یہ ہے کہ دین کی تبلیغ و دعوت خدمت اور اس کے قیام کی جدّ و جہد اس وقت

تک ثمر آور نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس فرض کو انجام دینے والوں کی کیفیت وہی نہ ہو جائے جو شاہ عبد الحق اور شاہ چراغ علیہم الرحمۃ کی تھی۔

حقِ اخوّت

حضرت حبیب ابن عجمی کے دروازے پر ان کے ایک دوست نے دستک دی۔ آپ نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ ان کے دوست خلافِ معمول بہت زیادہ پریشان ہیں۔ آپ نے پریشانی کی وجہ دریافت فرمائی۔ تو انھوں نے جواب دیا :

"اس وقت ۴۰۰ دینار کی فوری ضرورت ہے۔ اگر ممکن ہو تو ۴۰۰ دینار قرض دے دیجئے جلد ہی ادا کر دوں گا۔"

صاحبِ خانہ (حبیب ابن عجمی) فوراً واپس مکان کے اندر گئے۔ اور دینار گننے لگے۔ لیکن ان کی بیوی نے دیکھا کہ وہ دینار شمار کرتے ہوئے مسلسل روئے جا رہے ہیں۔

بیوی نے کہا :

"آخر ماجرا کیا ہے ؟ آپ رو کیوں رہے ہیں۔ اگر دیناروں سے محبت ہے اور دینے کو جی نہیں چاہتا تو انکار کیوں نہیں کر دیتے۔"

حبیب ابن عجمی کے آنسو اور تیزی سے بہنے لگے۔ اور انھوں نے بیوی سے مخاطب ہو کر فرمایا :

"اری نیک بخت ! میں دیناروں کے غم میں نہیں رو رہا۔ میرا دل اس لئے نادم اور نالاں ہے کہ میں اپنے ایک عزیز دوست سے اس قدر غافل رہا کہ اسے پریشان ہو کر خود میرے پاس آنا پڑا۔ اے کاش ! میں اس کے حال سے باخبر ہوتا اور اس کو سوال کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔"

اخوت کا رشتہ اسی احساس سے مستحکم ہوتا ہے جو لوگ اسلامی اخوّت کے قیام اور ربّانی معاشرہ کے معرضِ وجود میں لانے کی آرزو اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ ان کے یہ احساسات واقعہ کی شکل کبھی بھی اختیار نہیں کر سکیں گے۔ جب تک ان کے تعلقات کی نوعیت وہ نہ ہو جو ہمارے اسلاف نے اپنے مابین قائم کی تھی۔ (بشکریہ "المنبر")

قسط نمبر ۳

مسائل قرآن

(از : حضرت علامہ عبد المصطفٰے ازہری خطیب اعظم ہارون آباد)

مسئلہ ایک آیت کو اگر دوسری جگہ پڑھا اور پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی والعصر ان الانسان پر وقف کر کے ان الابرار لفی نعیم پڑھا یا ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات پر وقف کیا پھر پڑھا اولئک ھم شر البریۃ نماز ہو گئی۔ اگر وقف نہ کیا تو معنے متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات کانت لھم جنّٰت الفردوس کی جگہ فلھم جزآء ن الحسنیٰ پڑھا نماز ہو گئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ کسی کلمہ کو مکرر پڑھا تو معنیٰ فاسد ہونے میں نماز فاسد ہو گئی جیسے رَبّ ربِّ العالمین۔ مَالِکِ مَالِکِ یوم الدین جب کہ بقصدِ اضافت ہو یعنی رب کا رب۔ مالک کا مالک۔ اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرر ہو گیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہو گی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ وہ حرف اس کی زبان سے ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے اس پر کوشش کرنا ضروری ہے۔ اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آجکل اکثر حفاظ و علما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیلی حرف کر دیتے ہیں تو اگر معنیٰ فاسد ہوں تو نماز نہ ہو گی اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ط۔ ت۔ س۔ ث۔ ص ذ۔ ز۔ ظ۔ ا۔ ء۔ ع۔ ہ۔ ح۔ ض۔ ظ۔ ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں۔ ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہو گی۔ اور بعض تو س۔ ش۔ ز۔ ج۔ ق۔ ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔

مسئلہ مد غنہ۔ اظہار۔ اخفا۔ امالہ بے موقع پڑھا۔ جہاں پڑھنا ہے وہاں نہ پڑھا۔ تو نماز ہو جائے گی۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ لحن کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے اور سننا بھی حرام ہے۔ مگر مدولین میں لحن ہوا تو نماز فاسد نہ ہو گی (عالمگیری۔) اگر فاحش نہ ہو کہ تان کی حد تک پہنچ جائے۔

مسئلہ اللہ عزّ و جل کے لیے مؤنث صیغے یا ضمیر ذکر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔

حضور علیہ السلام کی رشتہ داری کا لحاظ

سیّدنا فاروقِ اعظم کی نظر میں

خلافتِ فاروقی جمادی الاخری ۱۳ سنہ ہجری سے شروع ہو کر ذوالحجہ ۲۳ سنہ ہجری تک دس سال چھ ماہ قائم رہی ہے۔ اس مختصر مدت میں اس عدیم المثال شخصیت نے گوناگوں کارنامے اور بڑی بڑی مہمیں سر کی ہیں۔ "عظیم فتوحات" اس قلیل مدت میں میسر ہوئی ہیں۔ تمام رعایا میں عدل و انصاف کے لازوال نقش قائم کر دیئے ہیں۔ اور اہل اسلام کے مابین "اخوت و تعلقات" کے قابل رشک نمونے چھوڑے ہیں۔

فاروقی اوصاف عالیہ کا ایک ایک گوشہ مستقل اسلامی تاریخ کا باب ہے جو ہزاروں تصانیف کی شکل میں مورخین نے مدون کیا ہے۔

اس وقت ان لاتعداد فاروقی فضائل میں سے خاندانِ نبوت کے ساتھ جو گہرا تعلق ان کو نصیب ہے اس کی صرف ایک شق مختصراً ذکر کرنی مقصود ہے۔ وہ ہے :

"قرابتِ نبوت کا لحاظ" فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں:

ابن سعد نے اپنے طبقاتِ کبیر میں ذکر کیا ہے کہ فاروق اعظم کے زمانہ میں جب فتوحاتِ کثیرہ مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔ اس وقت سیدنا عمر فاروق نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ان اموالِ مفتوحہ کو مسلمانوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے؟ بعض حضرات نے یہ رائے دی کہ جو مال جس سن و سال میں آئے اس تمام مال کو اسی سال میں تقسیم کر کے ختم کر دیا جائے۔ بعض نے کچھ دوسری رائے دی۔ آخر کار ایک صحابی نے یہ بتایا کہ ہم نے شامی سلطنتوں میں یہ طریقہ رائج دیکھا ہے کہ جن لوگوں کو مشاہرے اور وظائف حکومت نے دینے منظور کئے ہوں ان کے لئے ایک مستقل دیوان و دفتر مرتب کرتے ہیں اور اس دفتر میں یہ سب "قابل وظیفہ" لوگوں کے نام حسب ترتیب مراتب مدون کئے جاتے ہیں۔ پھر ان میں لشکریں اور فوجیوں کا تقرر و تعین آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

پس ان لوگوں کے حق میں مستقل دیوان و دفتر کے قیام کی تجویز فاروق اعظم نے پسند کی۔ اور

حکم دیا کہ اس نہج پر لائقِ وظیفہ لوگوں کے نام درج دفتر کئے جائیں۔

لکن ابدا و بقرابتہ النبی (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) الاقرب فالاقرب، حتی تضعوا عمر حیث وضعہ اللہ تعالےٰ۔

ترجمہ: "اندراج اسماء میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت اور برادری کا لحاظ رکھتے ہوئے پہلے ان حضرات کے نام درج کئے جائیں جو حضور کو زیادہ قریب ہیں پھر ان لوگوں کے نام جو نسبتاً تھوڑے قریب ہیں پھر اسی طرح حسب مراتب قرب و بُعد کے اندراج مکمل کیا جائے اور عمر (خود والیٔ خلافت) کا اندراج ان سب کے بعد کیا جائے۔"

{ طبقات ابن سعد صـ ۲۱۲ ج ۳ ق اول مطبوعہ یورپ }

جس طرح طبقات میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا ہے اسی طرح کچھ تغیر الفاظ کے ساتھ امام ابو یوسف نے "کتاب الخراج" میں ذکر کیا ہے:

لما اراد ان یفرض خبرا من قالوا انما ابدا

بنفسک قال لا فبدا بالاقرب من رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ففرض العباس ثم لعلی۔ الخ

{ کتاب الخراج لابی یوسف مطبوعہ مصر صـ ۲۴ }

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ ارادہ کیا تو لوگوں نے کہا (اور ابن اثیر مورخ کی تصریح کے موافق حضرت علی اور عبدالرحمن بن عوف نے کہا) آپ پہلے اپنا نام درج کرائیے تو حضرت عمر نے کہا ہرگز نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے اقربا کے ناموں سے ابتدا ہوگی۔ پس عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پہلے حضرت عباس بن عبدالمطلب (حضور کے حقیقی چچا) کے لئے وظیفہ متعین فرمایا اور پھر حضرت علی کے لئے حکم دیا۔" الخ

(تاریخ اوکامل ابن اثیر صـ ۳۵ ج ۲)

وظائف کے تقرر اور عطایا کے تعین میں فاروقی بصیرت نے اس بات کا خاص اہتمام کیا کہ اسلام کے لئے جن لوگوں نے ابتدا ہی سے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ اول ہی سے دینی مصائب و مشکلات کو صبر و سکون سے برداشت کیا ہے اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ جو ہر مقام و ہر مرحلہ میں ثابت قدم رہے اسلام اور اللہ کی خاطر

جان ومال نثار کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں کا حق ہر حال میں مقدم رکھا جائے۔

پھر ان خاص وحقدار لوگوں میں بھی "رشتہ داران رسالت" کی خصوصی رعایت کی جائے۔

چنانچہ طبقات، ابن سعد میں ایک دوسری روایت میں توضیح کے ساتھ درج ہے۔

جن لوگوں کے نام دیوان دفتر میں درج ہوئے حضرت فاروق اعظم نے ان کے وظائف مقرر کئے اور جو لوگ اسلام لانے میں سبقت رکھتے تھے۔ اور اہم مقامات جنگی میں شریک ہو چکے تھے۔ وظائف کے تقرر کے وقت فاروق اعظم نے ان کو مقدم رکھا پس پہلے بدری مہاجرین و انصار کے ہر مرد کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا اور ان لوگوں کے حلیفوں اور موالی کو بھی ان کے وظائف میں برابر شریک کیا اور جن کا بدریوں کی طرح اسلام سابق تھا جیسے مہاجرین حبشہ وغیرہ یا جنگ احد میں شریک ہو چکے تھے ان کے ہر فرد کے لئے چار چار ہزار درہم سالانہ متعین فرمایا اور تمام بدریوں کے بیٹوں کی خاطر دو دو ہزار درہم سالانہ مقرر فرمائے۔

الا حسناً وحسيناً فانا الحقهما بفريضة ابيهما بقرابتهما برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ففرض لكن منها خمسة الاف درهم وفرض العباس عبد بن عبد المطلب خمسة الاف بقرابته رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم۔

{ طبقات ابن سعد ص ۲۱۳ ج ۳ ق اول مطبوعہ یورپ }

ترجمہ: "مگر حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ان کے باپ کے وظیفہ کے موافق پانچ پانچ ہزار مقرر فرمایا اس لئے کہ ان کے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت خصوصی حاصل ہے اور حضرت عباس کے لئے بھی بدریوں کے موافق وظیفہ مقرر کیا (حالانکہ عباس نہ سابق الاسلام تھے نہ بدری تھے نہ سابق مہاجر تھے) محض حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داری کے اعتبار سے یہ سب رعایت کی۔"

ان تمام تفاصیل کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ

"فاروقی خلافت" میں مہاجرین و انصار سابقین و بدریین کے وظائف اور مشاہرے مقرر کئے گئے۔

اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کے لئے بھی پانچ پانچ ہزار

رضوان لاہور ۲ مئی ۱۹۵۸ء

درہم متعین ہوئے۔ یہ محض قرابت نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر ان کو
اپنے باپ کے موافق وظیفہ دیا گیا۔"
(کتاب الخراج لابی یوسف صد ۴۳ طبع مصر)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے یہ عطایا
کا تعین اور وظائف کا تقرر مسلمان مردوں تک ہی
محدود نہیں رکھا بلکہ ان کے عدل و انصاف کے فیض
سے اہل اسلام کی عورتوں کو بھی باقاعدہ وظائف ملے
ہیں۔ اور یہاں بھی خاندان رسالت کے حقوق کو حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے مقدم ہی رکھا ہے
چنانچہ اسی طبقات میں لکھا ہے کہ
مہاجرات عورتوں کے لیے ایک
ایک ہزار درہم اور بعض تین
ہزار درہم (علی اختلاف الروایات)
سالانہ متعین فرمائے گئے۔

و فرض لصفية بنت
عبد المطلب منه
الاف درهم۔

ترجمہ: "حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم
کی حقیقی پھوپھی حضرت صفیہ کے
لیے چھ ہزار درہم فاروق اعظم
نے سالانہ مقرر فرمائے۔"
(طبقات ابن سعد صد ۲۱۴ ج ۳)

یہ سب کچھ مودت خالص اور حب صادق
کے آثار و نشانات واضح ہیں جو حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور پرنور صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ حضرت عمر
فاروق فرماتے ہیں:

واللہ ما ادرکنا الفضل
فی الدنیا ولا نرجوا
من الآخرة من ثواب
اللہ علی ما عملنا
الا بمحمد صلی اللہ
علیہ وسلم فھو
اشرفنا وقومہ اشرف
العرب۔
(طبقات ابن سعد صد ۲۱۲ ج ۳
ق اول طبع یورپ)

حاصل یہ ہے کہ اللہ قسم جو کچھ بھی فضیلت
ہمیں دنیا میں حاصل ہے اور جس قدر بھی ثواب اعمال
کی ہمیں آخرت میں ملنے کی امید ہے یہ سب کچھ
محض حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت
اور ذریعہ سے نصیب ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہم سب سے افضل و اشرف ہیں اور
آپ کی قوم تمام قبائل عرب سے ارفع و اعلیٰ
ہے ۔ سبحان اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر
خلقہ محمد و آلہ و
اصحابہ اجمعین ٥

(بشکریہ "دعوت")

یادگار مومنین

مرنے کے بعد بعض لوگوں سے آثارِ زندگی کا ظہور

(قسط اوّل)

یہ مضمون دیوبندی مکتبہ فکر کے ترجمان رسالہ الفرقان بابت ذوالحجہ سنہ ۱۳۷۱ھ سے نقل کر کے درج رضوان کیا جا رہا ہے۔ جو

"جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے"

کا پورا پورا مصداق ہے — (ادارہ)

اگرچہ ایسی صورتیں شاذ و نادر کبھی کبھی پیش آئی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں کی مستند کتابوں میں چند ایسے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بعض لوگوں سے زندگی کے آثار کا تجربہ کیا گیا۔ خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں ان کا مشاہدہ کرایا گیا۔

اس سلسلہ میں پہلا واقعہ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک صحابی ہی کا ہے۔ سیر صحابہ کی شاید ہی کوئی کتاب ہوگی جس میں اجمالاً یا تفصیلاً اس واقعہ کا تذکرہ نہ پایا جاتا ہو۔

کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ایک انصاری صحابی جن کا مدینہ کے قبیلہ خزرج سے خاندانی تعلق تھا۔ اسم گرامی ان کا زید بن خارجہ بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ ان صحابیوں میں تھے جو بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے تمام صحابہ میں خصوصی امتیاز کے مستحق قرار پائے تھے بہر حال ان ہی کا قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی وفات ہو چکی تھی۔ جیسے مرنے والے کی لاش پر چادر ڈال دی جاتی ہے ان کو بھی چادر اڑھا دی گئی تھی۔

اچانک دیکھا گیا کہ چادر چہرے سے ان کے سرک گئی اور ان کی زبان مبارک سے السلام علیکم السلام علیکم کی آواز نکل رہی ہے۔ گھر والے جو قطعی طور پر ان کی موت کو یقینی ٹھہرا چکے تھے سب اچنبھے میں تھے۔

ایک صحابی حضرت نعمان بن بشیر نفل کی دوگانہ ادا کر رہے تھے۔ ان کے کان میں بھی السلام علیکم کی آواز آئی۔ نماز میں سبحان اللہ سبحان اللہ کے الفاظ ان کی زبان پر جاری تھے۔

ہر ایک حیرت میں تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے پھر سنا جا رہا تھا کہ وہی مرنے والے صحابی حضرت زید کہہ رہے ہیں:

انصتوا انصتوا

"چپ رہو۔ چپ رہو۔"

گویا کچھ سنانے کے لیے چپ رہنے کا یہ حکم
دے رہے ہیں۔
اس کے بعد خاص قسم کے فقرے یکے بعد دیگرے
سُنے گئے جو عجیب و غریب تھے۔ کہہ رہے تھے :
محمدؐ رسول اللہ، یہی بات تھی کتاب
اول (پہلے نوشتہ) میں، صَدَقَ
صَدَقَ صَدَقَ۔ (سچ بولے۔
سچ بولے۔ سچ بولے)۔
یہ فقرہ ختم ہوا۔ تب سنا گیا۔ :
ابوبکر الصدیق ضعیف
فی جسدہ و قوی فی
امر اللہ۔
ترجمہ: "ابوبکر صدیق جسمانی طور پر کمزور اور اللہ تعالیٰ
کی بات میں زور آور۔"
کان فی الکتاب الاول۔
ترجمہ: "یہی بات، کتاب اول یا پہلے نوشتہ میں تھی۔"
صَدَقَ۔ صَدَقَ۔ صَدَقَ
ترجمہ: "سچ کہا۔ سچ کہا۔ سچ کہا۔"
اس کے بعد تیسرا فقرہ ان کی زبان سے سنا گیا:
عمر بن الخطاب، قوی فی
جسدہ و قوی فی امر اللہ۔
ترجمہ: "عمر بن خطاب، جسمانی طور پر بھی زور آور۔ اور
اللہ کی بات میں بھی زور آور۔"
صَدَقَ صَدَقَ صَدَقَ۔
ترجمہ: "سچ کہا۔ سچ کہا۔ سچ کہا۔"

چوتھا فقرہ یہ تھا :
عثمان بن عفان مضت
اثنتان۔
ترجمہ: "عثمان بن عفان۔ دو گزر گئے۔"
و بقی اربع۔
ترجمہ: "چار باقی ہیں۔"
اسی کے ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے۔ ترجمہ ان
کے عربی الفاظ کا یہ ہے۔ کہ :
ترجمہ: "فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بے زوروں کو
زور والے کھانے لگے۔ اَلسَّاعَۃ
(مقررہ گھڑی) قائم ہوگئی۔ قریب ہے کہ
"بیر اریس" کی خبر تم تک پہنچے ___ اور کیا
ہے بیر اریس ؟"
بعض کتابوں میں ہے کہ آخر میں یہ بھی سُنا گیا۔ کہ
مشہور انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا نام لے کر کہہ رہے ہیں :
"السلام علیک عبد اللہ
بن رواحۃ۔"
اور اسی کے ساتھ یہ بھی بولے کہ :
"کیا تم میرے ساتھ خارجہ اور سعد
کو پا رہے ہو؟"
عربی کے الفاظ یہ ہیں :
ھل احسست لی خارجۃ
و سعدا۔
مذکورہ بالا مواد حافظ ابن عبدالبر کی کتاب "استیعاب"

۳۶۶

اور حافظ مزی کی "تہذیب" سے ماخوذ ہے۔

کون کہہ سکتا ہے کہ الکتاب الاول یعنی پہلے نوشتہ سے اُن کی کیا مراد تھی۔ باقی فقرے ظاہر ہیں جن میں کچھ گزرے ہوئے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور حضرت عثمان کے ذکر کے بعد جو کچھ ان کی زبان سے سنا گیا اس میں مستقبل میں پیش آنے والے بعض حوادث کی طرف اشارہ ہے جن میں بیر اریس کے واقعہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔

یہ قبا کے مشہور کنوئیں کا نام ہے جس میں حضرت عثمان (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی انگلی سے وہ انگوٹھی گر پڑی اور لاکھ ڈھونڈی گئی۔ مگر نہ ملی۔ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ اس انگوٹھی میں کیا راز تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس انگوٹھی کے گم ہو جانے کے بعد اسی کے نمونے پر حضرت عثمان نے دوسری انگوٹھی جو بنوائی تھی ان کے شہید ہو جانے کے بعد اس کا بھی پتہ نہ چلا۔ کہ کون لے گیا اور کیسے غائب ہو گئی۔

آخری فقرہ جس میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ صحابی کو خطاب کرکے پوچھا گیا ہے کہ

"خارجہ اور سعد کو تم میرے ساتھ پا رہے ہو؟"

اربابِ سیر نے اس کی تشریح یہ کی ہے۔ کہ ان دونوں میں ایک یعنی خارجہ تو مرنے والے صاحب کے والد کا نام تھا۔ اور سعد ان کے بھائی تھے شاید ان دونوں کی روح اس وقت ان کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اسی کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ واللہ اعلم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں پیش آنے والے واقعات کی اشارہ کرتے ہوئے ان کی زبان سے جو یہ الفاظ نکلے:

قامت الساعۃ

(استیعاب ج ۱ ص ۱۹۲)

ترجمہ: "اُلساعۃ (گھڑی) قائم ہو گئی۔"

حاشیہ ۱: کامل ابن اثیر نے اس انگوٹھی کے گرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب بیرونِ عرب کے سلاطین کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ ان سلاطین کے دربار کا قاعدہ ہے کہ جن خطوط پر مُہر نہیں ہوتی وہ قبول نہیں کئے جاتے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے لوہے کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ جبریل امین نے جب منع کیا تو تانبے کی بنوائی لیکن اس سے بھی روکا۔ اس کے بعد چاندی کی انگوٹھی بنوائی گئی جس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ کے تینوں الفاظ کندہ تھے۔ یہی انگوٹھی بحکم جبریل استعمال ہوتی رہی۔ خطوط پر مہر اسی سے لگائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق نے خلیفہ ہونے کے بعد اس کو استعمال کیا۔ ان کے بعد عمر فاروق اسی کو پہنتے اور استعمال کرتے رہے۔ حضرت عثمان غنی جب خلیفہ ہوئے تو لکھا ہے کہ چھ سال تک اپنے ایامِ خلافت میں اسی انگوٹھی کو استعمال کرتے رہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

۵۰۰م

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص دور کے اختتام کی تعبیر تھی۔ عہد صحابہ میں قیامت الساعۃ سے کی جاتی تھی۔ اگر یہ واقعہ ہے تو اس سے بعض حدیثوں بلکہ بعض خاص قرآنی آیتوں کے سمجھنے میں بڑی سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔

بہرحال جتنی دیر میں یہ فقرے ختم ہوئے ہوں اتنے وقت تک مرنے والے میں زندگی کے آثار کا مشاہدہ دیکھنے والوں کو ہوتا رہا۔ فقرے ختم ہوئے اور جس حال میں پہلے تھے پھر اسی حال کی طرف واپس ہو گئے۔

عہد صحابہ کے بعد ایک دوسرا واقعہ تابعین کے زمانہ میں کچھ اسی نوعیت کا پیش آیا۔ اس کا تذکرہ بھی ہمارے یہاں کی معتبر کتابوں میں کیا گیا ہے۔ میں اس وقت ابن سعد کے طبقات سے اس واقعہ کو نقل کر رہا ہوں۔

مشہور تابعی حضرت ربعی بن حراش کے بھائی کا یہ قصہ ہے۔ جن کا نام ربیع تھا۔ خود ربعی تو بڑے جلیل القدر صحابیوں کے شاگرد تھے۔ جابیہ نامی مقام میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تاریخی خطبہ دیا تھا۔ اس میں ربعی بھی شریک تھے۔ حضرت حذیفہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بہنوئی تھے۔ ربعی کی بہن ان کے نکاح میں تھیں۔

ابن سعد نے دو مستقل سندوں کے ساتھ اس قصے کو بیان کیا ہے جس کی سند میں ابوعوانہ مشہور محدث صاحب کتاب ہیں۔ ہم اسی سند کی روایت کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ خود ربعی سے براہ راست یہ سنا گیا۔ وہ کہتے تھے کہ:

"میرے بھائی ربیع بیمار ہوئے۔ مرض ان کا شدید تھا جس کی وجہ سے وہ صاحب فراش ہو گئے اسی عرصہ میں اپنی ایک ضرورت سے مجھے باہر جانا پڑا۔ واپسی پر لوگوں نے بتلایا کہ ابھی میرے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس خبر کے سننے کے ساتھ بے ساختہ زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہوا۔ اور لپکا ہوا میں اپنے بھائی کے پاس پہنچا۔ دیکھا چادر ان کو اڑھا دی گئی ہے۔ اور پشتے پر لٹا دیئے گئے ہیں۔ الغرض مرنے والوں کے ساتھ جو طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے۔

بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲۷/ ایک دن اسی اریس نامی کنوئیں کے من پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انگلی سے نکل کر انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی۔ اس واقعہ کو بہت اہمیت دی گئی۔ کنوئیں کا پانی نکلوایا گیا۔ ڈھونڈنے والوں نے کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن انگوٹھی نہ مل سکی۔ ابن اثیر کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ "اغتم لہ غما شدیدا" حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس انگوٹھی کے گم ہو جانے کا بہت زیادہ غم ہوا۔ انہوں نے بڑے بڑے انعامات کا بھی اعلان کیا۔ لیکن کھوئی ہوئی انگوٹھی پھر بھی نہ مل سکی۔ آخر مجبور ہو کر اسی کے نمونے پر دوسری انگوٹھی بنوائی گئی۔ جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہنے رہتے تھے۔ جس دن آپ شہید ہوئے پتہ نہ چلا کہ یہ انگوٹھی کون لے بھاگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان کے ساتھ بھی دستور کے مطابق وہی سب کچھ کر دیا گیا تھا میں نے فوراً "خوشبو جو کہ مُردوں پر استعمال کی جاتی ہے اس کے منگوانے کا اور کفن کے مہیّا کرنے کا حکم دیا۔ اسی حال میں ہم بیٹھے تھے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان کے لئے ہم دعا کر رہے تھے اور استغفار پڑھ رہے تھے کہ اچانک دیکھتا ہوں کہ چادر ان کے چہرے سے ہٹ گئی ہے ان کا چہرہ بالکل تندرستوں کا چہرہ معلوم ہوتا تھا حالانکہ طویل اور شدید علالت کے وہ شکار رہتے۔ چادر اٹھنے کے ساتھ ہی پہلا فقرہ ان کی زبان پر جو جاری ہوا۔ وہ "السلام علیکم" کا تھا۔ بے ساختہ میری زبان سے بھی "وعلیک ورحمۃ اللہ" کے الفاظ نکلے اس کے بعد میں کہنے لگا:

"سبحان اللہ! بھائی مرنے
کے بعد ---؟"

مطلب یہ تھا کہ مرنے کے بعد تم بول رہے ہو۔ آخر یہ کیا ہے۔ جواب میں وہی کہتے ہیں کہ میں نے سنا ربیع کہہ رہے تھے:

"انی لقیت ربی بعد کم
فلقانی بروح وریحان
ورب غیر غضبان۔"

ترجمہ: "تم لوگوں سے الگ ہونے کے بعد میری ملاقات اپنے رب سے ہوئی جو مجھ سے روح و ریحان کے ساتھ ملا۔ میرا رب قطعاً غصّہ والا نہ تھا۔"

روح و ریحان جیسا کہ معلوم ہے قرآن کے اصطلاحی الفاظ ہیں۔ مقربین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ مرنے کے بعد "روح و ریحان" کو وہ پاتے ہیں۔ ان غیبی حقائق کی تشریح اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کی جا سکتی کہ راحت و سکون۔ آسودگی و طمانیت کی ضمانت ان کے اندر ہوگی۔

ربعی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا الفاظ کے بعد میرے ان ہی مرے ہوئے بھائی نے یہ بھی کہا کہ:

"کسانی اثوابا خضرا من
سندس واستبرق۔

ترجمہ: "میرے رب نے مجھے سبز جوڑے پہنائے جو سندس اور استبرق کے تھے۔"

اسی کے ساتھ یہ خبر بھی انہوں نے دی کہ:

"وجدت الامر ایسر
مما فی انفسکم۔"

ترجمہ: "تم لوگوں کے جی میں جو باتیں ہیں ان سے معاملہ کو بہت زیادہ آسان میں نے پایا۔"

واللہ اعلم --- اس کا مطلب کیا ہے۔ بظاہر تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ دہشت اور خوف۔ ڈر اور ہراس کی جو کیفیت موت کے متعلق زندہ انسانوں میں پائی جاتی ہے اسی کا ازالہ کرتے ہوئے اطمینان دلاتے ہیں کہ عام خیالات کے برخلاف وہاں کا معاملہ چنداں دشوار نہیں ہے۔ آگے اس کی نصیحت کرتے ہوئے کہ پھر بھی چاہئے کہ لوگ فریب اور دھوکہ میں نہ رہیں لا تغتروا

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

بزمِ رضوان

مندرجہ ذیل احباب کرام نے رضوان کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

۱۔ حضرت خطیب پاکستان مولانا الحاج علامہ غلام الدین صاحب خطیب جامع مسجد انجمن شیڈھ لاہور بدستور سابق رضوان کی اشاعت فرما رہے ہیں۔ جمعہ میں آپ ہی کی توجہ سے رضوان کی اشاعت ہو رہی ہے۔ نیز عزیز محترم مولوی محمد رفیق ابن مولانا غلام دین صاحب بھی اشاعت رضوان کے سلسلہ میں مخلصانہ سعی فرماتے ہیں۔ جزاک اللہ۔

۲۔ مولانا مولوی حبیب الرحمان صاحب خطیب باغبانپورہ لاہور ہر جمعہ باغبانپورہ میں ۲۰-۳۰ عدد رضوان کی اشاعت فرما کر ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

۳۔ بزم غلامانِ مصطفٰے راولپنڈی کی طرف سے ہر دو ماہ کے بعد چھ روپے بدستور آ رہے ہیں۔ اس رقم سے چھ حضرات کے نام دو دو ماہ کے لئے رضوان جاری کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ حضرات رضوان کے مستقل خریدار بن جائیں۔ بزم غلامانِ مصطفٰے کے اراکین اور خصوصاً حضرت مولانا علامہ مطیع الرحمٰن صاحب جن کی سرپرستی میں یہ بزم دین کی بے لوث خدمت کر رہی ہے۔ مستحق تبریک و تشکر ہیں۔

۴۔ جناب محترم چوہدری چراغ محمد پٹواری ساکن چک نمبر ۲۳۲ ضلع لائل پور نے مبلغ چھ روپے غریب فنڈ میں ارسال فرمائے۔ اس رقم سے مولوی خوشی محمد متعلم حزب الاحناف کے نام ایک سال کے لئے رضوان جاری کیا گیا۔

۵۔ مندرجہ ذیل احباب نے اس ہفتہ رضوان کے نئے خریدار بنائے:

حضرت علامہ مفتی ظفر علی صاحب مہتمم دار العلوم امجدیہ کراچی۔	۱	خریدار
جناب مشتاق احمد و محمد طفیل صاحبان اعظم کلاتھ مارکیٹ لاہور	۱	″
جناب محمد عاشق صاحب ویلکم میڈیکل سٹور شاہ عالم مارکیٹ لاہور	۱	″
جناب ابو احمد نور حسین صاحب کراچی	۱	″
جناب محمد اکرم صاحب بھوریہ	۱	″
جناب محمد خورشید صاحب حیدر آباد سندھ	۱	″
جناب صوفی فقیر محمد صاحب	۲	″
جناب مولوی فضل احمد صاحب چوہان	۲	″
جناب محمد کریم صاحب ۲۰۹۲ شاہدرہ لاہور	۲	″

اخبار رضائے مصطفٰے

اہلسنت و جماعت کے واحد ہفتہ وار اخبار رضائے مصطفٰے کی ایجنسی بھارت میں قائم ہو چکی ہے۔ ہندوستانی احباب حسب ذیل پتہ پر چندہ سالانہ پانچ روپے منی آرڈر بھیج کر رسید منی آرڈر دفتر رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ کو ارسال کر کے

اخبار کے خریدار بن سکتے ہیں۔

ہندوستان کا پتہ یہ ہے:

"جناب عبدالمصطفیٰ صاحب ابن مولانا غلام محی الدین صاحب مرحوم کانچ مسجد جمال پور احمد آباد۔"

تصحیح کیجئے

رضوان ۱۵ فروری ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۱ کالم ۲ مضمون علم غیب میں کی عبارت ومطلع علی جمیع معافیہا کی جگہ علی جمیع ما فیہا ہے۔ اور عربی عبارت کا پورا ترجمہ یہ ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم از عرش تا فرش جو کچھ ہے سب کو جانتے ہیں اور عرش فرش میں جو کچھ ہے اس پر مطلع ہیں اور حضور کے علوم کی نسبت سے یہ سب علوم ایسی نسبت رکھتے ہیں جیسے ہزار کو ساٹھ حزب قرآن سے۔" (ادارہ)

پیر جو گوٹھ

مورخہ ۲۱ شعبان کو زیر صدارت حضرت پیر عبدالستار شاہ صاحب راشدی جماعت رضائے مصطفےٰ کا اجلاس منعقد ہوا اور باتفاق آراء جماعت کے عہدہ داران منتخب ہوئے۔

جامعہ حنفیہ قصور

دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور شعبہ مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان کا سالانہ اجلاس مورخہ ۶-۷ مارچ کو قصور میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوئے۔ جس میں ملک کے ممتاز علماء ومشائخ نے شرکت فرما کر حاضرین کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض فرمایا۔

بروز جمعہ رات کے اجلاس کی صدارت حضرت شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء مولانا الحاج علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ ناظم حزب الاحناف نے فرمائی۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نے مقام رسالت کے عنوان پر۔ اور حضرت علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی مدیر اعلیٰ رضوان نے حالات حاضرہ پر تبصرہ فرمایا۔

اور مولانا سید غلام محی الدین صاحب گیلانی خطیب اعظم رینالہ خورد نے فضائل رسول کریم کے عنوان پر تقریر فرماتے ہوئے مدرسہ کی دینی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور نے تھوڑی مدت میں حیرت ناک ترقی کی ہے۔ اس دارالعلوم میں فقہ تفسیر اصول منطق علوم دینیہ مروجہ کی تعلیم کا بہترین انتظام ہے۔ اور بیرونجات کے تقریباً ۶۰-۷۰ طلبا اس دارالعلوم سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ اس لئے جملہ اصحاب خیر کو اس دارالعلوم کی امداد و اعانت فرمائی جائے۔ جمعرات کے جلسہ میں حضرت صاحبزادہ فیض الحسن و دیگر علماء نے تقاریر فرمائیں۔ جمعہ کے بعد حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی کی تقریر ہوئی۔ اجلاس نہایت کامیاب رہے۔

(سکیرٹری شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور)

کوائف دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری !

الحمد للہ رب العالمین ! دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں علوم دینیہ مروجہ کی تعلیم و تعلّم کا سلسلہ باحسن وجود جاری ہے۔ اس دار العلوم میں تقریباً ۲۱۲ طلبا تعلیم پا رہے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :

عربی پڑھنے والے طلبا	۸۰
فارسی " " "	۳۰
قرآن حکیم حفظ کرنے والے	۳۶
ناظرہ پڑھنے والے	۶۶

امسال ماہ شعبان اعظم میں دار العلوم مذکور کا سالانہ امتحانات تین روز تک جاری رہے۔ امتحان لینے کے لئے مقتدر و جیّد علما کرام کو مدعو کیا گیا۔ خصوصاً حضرت مولانا علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی مدیر اعلیٰ رضوان و حضرت مفتی اعجاز الرضوی لاہور سے تشریف لائے۔

امتحانات کے بعد حضرت علامہ رضوی صاحب نے دار العلوم کا معائنہ کیا اور اپنے تاثرات کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار فرمایا :

"ماہ شعبان المعظم میں مجھے طلباء دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع منٹگمری کا سالانہ امتحان لینے کا اتفاق ہوا۔ طلبا کی عمومی تعلیمی حالت کو بہتر بلکہ بہت بہتر پایا۔ اور دار العلوم کے نظم و نسق کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ یہ مدرسین کرام کی تندہی اور خصوصاً حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب مدظلہ کی مخلصانہ کوششوں کا ثمرہ ہے اگر دار العلوم کے منتظمین کی توجہ اسی کی طرف ایسی ہی رہی تو یہ دار العلوم بہت جلد خاص امتیازی شان حاصل کرے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ دار العلوم مذکور کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس کی امداد و اعانت کی توفیق دے۔ تاکہ یہ دار العلوم اسی طرح دین پاک مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت بجالاتا رہے"۔ (سید محمود احمد رضوی)

بقیہ : یادگار موتی : صفحہ ۲۷ سے آگے :

(دھوکہ میں نہ پڑ جانا) کا لفظ بھی ان کی زبان سے نکلا۔ جس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ جس سے جتنا بن پڑے مرنے کے بعد کے حالات کو درست کرنے کی تیاریوں میں مشغول رہے ۔

(باقی آئندہ)